نام کتاب: پیغمبر اسلام ﷺ اور اہل بیتؓ

مصنف: حکیم محمود احمد ظفر

ناشر: نشریات۔ لاہور

صفحات: ۴۶۴

تبصرہ نگار: سید عزیز الرحمٰن

حکیم محمد احمد ظفر بزرگ اہل قلم میں سے ہیں۔ آپ کا قلم بھی سیال ہے، چناں چہ جس مدت میں اچھا لکھنے والے بہ مشکل ایک مضمون لکھ پاتے ہیں، حکیم صاحب کی پوری کتاب مارکیٹ میں آجاتی ہے۔ **اللھم زد فزد**۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ اچھی عمر کے ساتھ ساتھ عمدہ صحت اور بھرپور امنگ کے حامل ہیں، نئے عنوانات، نئے مضامین، نئے پہلو اور نئے منصوبے ہمہ وقت آپ کے ذہن میں زندہ و فروزاں رہتے ہیں۔ پھر برعظیم کی تاریخ کا چلتا پھرتا انسائیکلوپیڈیا بھی ہیں، جب واقعات بیان کرنے پر آتے ہیں تو شگفتہ بیانی اور جزئیات نگاری کے سبب گھنٹوں جاری رہنے والی مجلس میں موجود کوئی سامع اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا۔

آپ کے قلم کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ آپ کی زیادہ تر کتب سیرت طیبہ اور سیرت صحابہ کے حوالے ہیں۔ پھر آپ مستند علمی روایت کے حامل ہونے کے سبب ماخذ پر گہری اور بصیرت افروز نظر رکھتے ہیں، اس بنا پر آپ کی تحریر میں صرف دعوے نہیں ہوتے، دلائل بھی ہوتے ہیں، ہاں ہر اچھی تحریر کی طرح بعض مقامات پر آپ کے خیالات سے بھی اختلاف کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب اپنے عنوان سے ہی اپنی اہمیت واضح کر دیتی ہے۔ اور شاید اردو میں اس موضوع پر جامع اور مفصل ترین کتاب ہے۔ کتاب کے اہم عنوانات میں اہل بیت کا تعارف شامل ہے۔ اس موضوع پر مفصل گفت گو کی گئی ہے کہ اہل بیت کا اطلاق کن کن شخصیات پر ہوتا ہے، اور قرآن وسنت اور لغت وعرف سے دلائل فراہم کر کے ثابت کیا گیا ہے، اہل بیت سے مراد تمام ازواج مطہرات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحب زادیوں کی اولاد شامل ہے۔

اس کتاب میں یہ بحث دو مقامات پر آئی ہے، ایک تو ص ۳۱ سے ۴۹ تک دوسرے ص ۳۵۵ سے ۳۹۷ تک۔ دوسرے مقام پر یہ بحث زیادہ مفصل ہے، مگر ایک بحث دو مقام پر ذکر کرنے کی وجہ سے کتاب میں قدرے تکرار کا عنصر پیدا ہو گیا ہے، مناسب ہوتا کہ اسے ایک ہی مقام پر تفصیل وترتیب سے بیان کرنے کے بعد دوسرے مقام پر محض اشارہ کر دیا جاتا۔ دوسرے مقام پر جہاں یہ بحث مفصل ہے، وہ ام المومنین

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان ہے، اس بحث کا خلاصہ فاضل محقق کے الفاظ میں یہ ہے:

خلاصہ یہ کہ سیدہ ام سلمہؓ کے بارے میں جس قدر روایات یا حدیث عبا کی جتنی روایات ہیں وہ سب نہ روایتاً صحیح ہیں اور نہ درایتاً درست ہیں، بل کہ قیلا یک خاص گروہ نے ایک خاص مقصد کے لیے وضع کر کے کتابوں میں ٹھوس دی ہیں اور ہمارے علما بغیر تحقیق کیے ان کو اپنی کتابوں میں درج کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جیسے کہ **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** کو حدیث بنا کر کتابوں میں درج کر دیا، جب کہ یہ کوئی حدیث نہیں ہے اور علما نے اس کو حدیث السوق یعنی بازاری گپ کہا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تمیز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنتہ من الحدیث: ۱۰۷، تذکرۃ الموضوعات: ۲۰ المقاصد الحسنہ ۳۸۶ وغیرہ)

خلاصہ یہ ہے کہ اہل بیت نبوت سے اصلی مراد تو ازواج مطہراتؓ ہیں۔ ان کے علاوہ اگر کوئی صحیح روایت کی رو سے اہل بیت میں شمار ہوتا ہے تو وہ ازواج مطہراتؓ کے طفیل ہے، بالذات نہیں ہے کہ کیوں کہ قرآن نے ازواج مطہراتؓ کو اہل بیت کہا ہے اور قرآن کے مقابلے میں اگر صحیح حدیث بھی ہوگی تو اس کی تاویل کی جائے گی، چہ جائے کہ ضعیف اور موضوع احادیث پر انحصار کر کے ازواج مطہراتؓ کو ''اہل بیت'' سے نکال دیا جائے۔

(ص ۳۹۶۔۳۹۷)

کتاب کا دوسرا اہم عنوان امت کی جنتی مائیں ہے، اس کے تحت بعض اہم اور بعض عام عنوانات سے بحث کی گئی ہے، مثلاً ازواج مطہراتؓ کی تعداد، غیر قریشی ازواج مطہراتؓ، ازواج مطہراتؓ کے نکاح کی ترتیب، ازواج مطہراتؓ کے حق مہر کی تعداد، ازواج مطہراتؓ کا نفقہ، قرآن حکیم سے ازواج مطہراتؓ کی شان، اس کے بعد ازواج مطہراتؓ کے حالات، فضائل اور ان سے متعلق دیگر واقعات کا الگ الگ بیان ہے۔

ازواج مطہراتؓ کا بیان حسب تاریخ وحسب روایت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوتا ہے، اور ان کے حالات کے ضمن میں بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن کا قدرے تفصیلی بیان بھی کتاب کا حصہ ہے، چناں چہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات ص ۱۶۸ سے شروع ہو کر ۱۹۵ پر ختم ہوتے ہیں۔

ازواج مطہراتؓ کے حالات کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی و خانگی کے مظاہر بھی کتاب کی اہمیت میں اضافے کا باعث ہیں۔ چناں چہ اس کتاب کے مطالعے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے رہن سہن، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، میل ملاپ، باہمی روابط، آرام وعبادت ہر حوالے سے جستہ جستہ سہی لیکن ضمناً معلومات ملتی ہیں۔

کتاب کا اسلوب عالمانہ ہے، بحث مدلل ہے، شیعہ سنی روایات کے حوالے سے اہل بیت اور ازواج مطہراتؓ کے سلسلے میں جو مباحث بھی معروف ہیں، سب سے اس کتاب میں اعتنا کیا گیا ہے، چناں چہ واقعہ افک، فدک کا معاملہ، آیت تطہیر، عمر عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ بہت سے امور پر بحث کر کے فاضل محقق نے اپنا موقف پیش کیا ہے، اور روایت ودرایت سے اپنے موقف کے حق میں دلائل دیے ہیں۔

البتہ کہیں کہیں مولف کا اندازِ بیان مزید احتیاط کا تقاضا کرتا ہے۔ اہل سنت کا نقطۂ نظر بہت سے مسائل میں بالبداہت اہل تشیع سے مختلف ہے، لیکن یہ حقیقت کسی مرحلے پر بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے کہ حضرات صحابہؓ کے ساتھ ساتھ اہل بیت اور ان میں سے بھی وہ تمام گرامی قدر شخصیات، جو اس عنوان سے عوام الناس میں زیادہ متعارف سمجھی جاتی ہیں، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما بھی اہل سنت کے ایمان وعقیدت دونوں کا نمایاں ترین حصہ ہیں۔ اس لیے ان کے بیان حوال میں (خواہ ردعمل میں ہی سہی) قلم کی ہلکی سی لرزش ولغزش، خواہ وہ کسی کے ثابت شدہ موقف کے کسی قدر ے مطابق ہی کیوں نہ ہو کم از کم اہل سنت کے موقف، تعامل اور منہج کے مطابق نہیں ہے۔ اس حوالے سے اس کتاب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے احوال میں چند جملے نظر ثانی چاہتے ہیں۔ (خصوصیت سے ملاحظہ ہو: ص ۱۷۹)

فاضل محقق کی پوری کتاب مطالعے اور بار بار پڑھنے کے قابل ہے، آپ نے ضمناً بھی بہت سے اشکالات کو رفع کرنے کی سعی فرمائی ہے، جو کتاب کی افادیت کو دو چند کرتی ہے۔ ایک مقام پر آغاز کتاب ہی میں لکھتے ہیں:

> نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد نکاح کرنے کی ایک وجہ عورت کے مقام اور درجے کو بھی دنیا میں اجاگر کرنا تھا۔ اسلام سے قبل عورت کا معاشرے میں کوئی مقام نہ تھا لیکن حضور ﷺ نے بتایا کہ عورت کا درجہ اسلام میں وہی ہے جو مرد کا ہے۔ حیثیت اور حقوق اور آخرت کے انعامات میں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ اسلام کے نزدیک مرد مرد ہے اور عورت عورت۔ اگر یہ دونوں صنفیں آپس میں گڈمڈ ہوجائیں تو زندگی کا نظام خصوصاً عائلی زندگی اسی طرح تباہ وبرباد ہوجائے گی جس طرح آج ہو رہی ہے، کیوں کہ انسانیت

کومرداورعورت کی صنفی تقسیم کے ساتھ پیدا کرنا حق تعالیٰ شانہ کی مشیت بالغہ پرمبنی حکیمانہ منصوبہ بندی ہے، اوراس تقسیم کو باقی رکھنے ہی میں انسانی زندگی کی بقااورترقی ہے۔اسلام میں مرداورعورت ایک دوسرے کا مثنیٰ (Duplicates) نہیں ہیں بل کہ ایک دوسرے کا تکملہ (Complement) ہیں، کیوں کہ ان دونوں میں ناقابل عبور حیاتیاتی فرق پائے جاتے ہیں۔ یہ فرق ان دونوں کی تقسیم کار کی حکمت پرمبنی ہیں۔ وہ اس لحاظ سے ہیں کہ مرد کی کمی کی تلافی عورت کرے اور عورت کی کمی کی تلافی مرد کے ذریعے ہوتا کہ زندگی کا توازن قائم رہے۔

آج بعض مغرب زدہ عورتیں اور مرد اپنے ذہنی بگاڑ کی وجہ سے گھر سنبھالنے کو بیرونی کام سے کم تر درجے کا کام سمجھتے ہیں، لیکن اسلام گھر سنبھالنے کے کام کو بھی اتنا ہی عزت کا درجہ دیتا ہے جتنا دفتر میں کام کرنے کو۔ اسلام کے نزدیک دونوں یک ساں اہمیت کے کام ہیں۔ان میں کسی فرق کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس وجہ سے اس احساس برتری میں مبتلا ہوا ورنہ ہی کسی فریق کو احساس کم تری کا شکار ہونا چاہیے۔ چناں چہ ایک صحابیہ سیدہ نسیبہؓ نے ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مرد اجر میں بڑھ گئے۔ وہ جمعہ اور دوسرے اجتماعات میں اور جہاد میں شریک ہوتے ہیں، پھر ہم عورتوں کے لیے باقی رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نسیبہؓ! تم میں سے ایک عورت اپنے شوہر کے ساتھ بہتر طریقے سے رہے اور اس کی مرضی کی پورا کرے، یہ ان تمام اعمال کے برابر ہے جن کا تم نے مردوں کے سلسلے میں ذکر کیا۔ (ص ۱۴۔۱۵)

نشریات نے روز اول ہی سے معمول اور رجحان کے مطابق شائع ہونے والی کتب کی طباعت میں بھی حسن ذوق کا ثبوت دیا ہے، یہ کتاب بھی اپنی سادگی کے ساتھ ساتھ خوش ذوقی کی آئینہ دار ہے۔ اور باذوق ناشر کی محنت اور توجہ کی غماض ہے۔ ایسی کتب کی اشاعت اداروں کے لیے بھی باعث اعزاز ہے۔